© rasailojaraid.com

اور اس کے اجتماعی صرف کا نظام قیامت تک کے لیے منسوخ ہو گیا۔ لیکن ان کے اس فیصلہ کا تعلق ان کے اپنے عہد اور بعد کے اس دور تک سے ہے جس میں جماعت کی رائے میں اس نظم کا دوبارہ قیام مشکل تھا۔ بہرحال نظام جماعت کا کوئی ایسا جزء جس کا شریعت تقاضا کرتی ہو، عارضی ضرورتوں اور مصلحتوں کی بنا پر عارضی طور پر معطل تو ہو سکتا ہے لیکن کسی کے منسوخ کرنے سے دائمی طور پر منسوخ نہیں ہو سکتا۔

خدا کی صفتِ خلق کی حقیقت

سوال:۔ نیاز کو مذہب اسلام کے بارے میں ایک شبہہ ہے، اسے رفع فرما دیں تو بہت سے غیر مسلموں کے لیے مفید ہو گا۔ قرآن میں ہے کہ خدا جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ "کن" یعنی "ہوجا" تو وہ صرف اس کن کے حکم سے ہو جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ خدا کا محض حکم کیونکر دنیا کو بنا سکتا ہے؟ آخر یہ حکم کسے دیا گیا؟ کون ہو گیا؟ ہمیں اس پر تعجب ہے کہ مسلمان خدا کے سوا کسی اور شے کو قدیم نہیں مانتے، اور کہتے ہیں کہ یونہی خدا نے دنیا پیدا کر دی۔ ہم لوگ تو مادہ، جیو، پرماتما تین چیزوں کو قدیم مانتے ہیں، اور پرماتما نے اسی مادہ اور جیو سے دنیا بنائی ہے۔

جواب:۔ خدا کی ہستی کے بارے میں کوئی بات سوچتے وقت یہ سمجھنا چاہیے کہ خدا بھی کوئی انسان کی طرح کی ہستی ہے کہ اسے جب کوئی چیز بنانی ہو تو وہ مسالے کا محتاج ہو، اور اوزاروں کا ضرورت مند ہو اور ہاتھ پاؤں سے کام لینے پر مجبور ہو۔ خدا کے متعلق جتنی غلط باتیں لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں وہ صرف اس وجہ سے ہیں کہ عام طور پر خدا کو آدمی کی طرح سمجھا جاتا ہے، حالانکہ آدمی محتاج ہے اور خدا محتاج نہیں خدا تو خدا اسی وجہ سے ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ کوئی شے بنانے کے لیے اس بات کی حاجت نہیں رکھتا کہ کچھ ضروری مسالہ اسے کہیں سے پڑا ہوا مل جائے یا کوئی دوسرا اس کو کہیں سے ضروری سامان لا دے اور پھر وہ اس کی شکلیں بدلتا رہے۔ مثلاً مٹی کو وہ خود پیدا نہ کر سکے بلکہ کہیں سے مٹی مل جائے تو اس کی زمین بنا دے، پتھر وہ پیدا نہ کر سکے، مگر پتھر کہیں سے مل جائیں تو انھیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جمع کرکے پہاڑ بنادے۔ لکڑی خود نہ بنا سکے مگر لکڑی اگر ہاتھ لگ جائے تو اس کی میز کرسیاں کاٹ لے
لوہا پیدا نہ کرسکے مگر کوئی اسے لا دے تو وہ اسے ڈھال کر توپیں، تلواریں، برتن اور کئی اشیاء بنا سکے؛
یہ حالت تو آدمی کی ہے کہ وہ مسالہ خود نہیں بنا سکتا مگر مسالہ مل جائے تو اس کی مختلف ضروری چیزیں بناتا
ہے۔ خدا اور آدمی کے پیدا کرنے میں فرق یہی ہے کہ خدا مسالہ بھی آپ بنا سکتا ہے اور اس کی شکلیں بھی
خود بدل لیتا ہے۔ مگر آدمی ایک حد تک مسالہ کی شکلیں تو بدل لیتا ہے لیکن مسالہ خود بنا نہیں سکتا۔

دوسری بات کہ "کن" کس طرح کہا گیا اور کس سے کہا گیا، اس کے جواب میں بھی مجھ کو یہی بات
عرض کرنا پڑے گی کہ خدا کا "کن" کہنا آدمی کے کہنے کی طرح نہیں ہوتا، بلکہ دراصل یہ ایک حقیقت کو
انسانوں کے سمجھانے کے لیے اس طریقہ سے بیان کیا ہے کہ انھیں بات صاف طریقے سے سمجھ میں آسکے
اور وہ حقیقت صرف یہ ہے کہ خدا جب چاہتا ہے کہ کسی شے کو پیدا کرے یا بنائے تو اسے منہ سے کہنے کی اور
اوزاروں کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ اس کا ارادہ کر لینا ہی اس کے لیے کافی ہے۔ وہ جب چاہتا ہے
جھٹ سے کسی شے کو نہ ہونے کی حالت سے نکال کر ہونے کی حالت میں لے آئے، اور جب چاہتا ہے
ہونے کی حالت سے پھر نہ ہونے کی حالت میں لوٹا دے۔

یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں ایسے صاف ستھرے انتظام سے قائم ہے اور اس کی ہر چیز ایسے
پکے قانونوں پر چل رہی ہے کہ اسے دیکھ کر آدمی کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسے کس ہستی نے بنایا
اور کون اسے باقاعدگی سے چلا رہا ہے، کس کے حکم سے پانی اور ہوا اور بادل اور زمین اور چاند اور تارے
مل جل کر کام کر رہے ہیں اور کسی کی مجال نہیں کہ ٹھیک طریقے کو چھوڑ کر کسی قسم کی گڑبڑ مچائے۔ ہر چیز نپی تلی
کی ہے، حساب کے ساتھ ہی ہوتی ہے، قاعدہ اور ڈھنگ سے بڑھتی اور گھٹتی ہے۔۔۔۔ آخر یہ کس کی بادشاہی
اور کس کا انتظام ہے؟ اس کے بہت سے غلط سلط جواب لوگوں نے سوچے ہیں مگر اسلام اس کا جو جواب
دیتا ہے یہ دنیا بھی اسی جواب کی گواہی دیتی ہے۔ یعنی یہ کہ اس دنیا کو بنانے والا کوئی ایک ہے جو ذرے سے لے کر
سورج تک ہر شے پر پورا قابو رکھتا ہے، ہر شے کا علم رکھتا ہے، ہر شے کے قانون قاعدے بنانے والا ہے
۔۔۔ اور یہ اس وجہ سے کہ وہی سب کا پیدا کرنے والا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیکن یہ کہنا کہ مادہ خود بن گیا اور جتنی ضرورت تھی اتنا ہی بنا اور جن جن کاموں کے لیے آگے چل کر اس کی ضرورت پیش آئی تھی ٹھیک انھیں کے لیے بنا، اسی طرح روحیں بھی ایک خاص حساب سے بن گئیں اور جیسے جسم ان کو آگے چل کر ملنے والے تھے انھیں کے مطابق ان میں مختلف طاقتیں بھی خود بخود ایک انتظام کے ساتھ بھر گئیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ بیچ میں آکے خدا کی ضرورت کیا پیش آتی ہے۔ جیسے اور باتیں خود ہو گئیں روحوں کا اور مادے کا جوڑ بھی خود ہی لگ جانا چاہیے تھا۔ اس طرح کی سوچ سوچنے والے لوگ آخر کار خدا کا انکار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ آخر تین ازلی وجود ماننا زیادہ عقلی بات ہے یا ایک ہستی کو قائم و دائم ماننا زیادہ دانائی کی بات ہے؟ سیدھی بات یہ ہے کہ خدا کو ماننا ہو اور درحقیقت ایک سمجھ دار آدمی اسے ماننے پر فطرۃً مجبور ہے تو اسے پورے اختیار والا، طاقت والا اور بنانے مٹانے والا خدا مانا جائے لیکن ایک محتاج اور بے بس ہستی کو جو ایک تنکا بھی خود پیدا نہ کر سکے، خدا ماننے سے حاصل کیا ہے؟ ایسے خدا کو ماننے سے تو وہ سوال حل نہیں ہوتا جو ہر انسان کے دل کا پہلا سوال ہے:

آخر میں یہ بات مخلصانہ مشورہ کے طور پر عرض کر دوں کہ اگر آپ فی الحقیقت سچائی کی تلاش کا جذبہ رکھتے ہیں اور اپنی زندگی کو سچ کی بنیاد پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں تو یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی دین یا مذہب یا فلسفے کو پوری طرح دیکھنے کے بجائے آپ بیچ میں سے اس کا کوئی ٹکڑا نکال لیں اور اس پر سوچنے لگیں۔ اسلام کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا چاہیں تو اسلام کو ایک ڈھنگ سے پڑھ لیں اور پھر سوچیں۔ اس معاملہ میں آپ کی امداد کے لیے ہم آپ کو اپنے ہاں کے لٹریچر میں سے "سلامتی کا راستہ"، "دین حق"، "اسلام اور جاہلیت" اور "رسالہ دینیات" پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

عصمت کی حفاظت کے لیے خودکشی

سوال:۔ بہار کے خونیں ہنگامہ کے دردناک واقعات معلوم کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یوں تو ہر ستم جو توڑا جا رہا ہے قیامت سے کم نہیں مگر خصوصیت سے مسلمان عورتوں کی آبرو اور عصمت پر جو حملے کیے جاتے ہیں وہ کسی بھی درجہ میں قابل برداشت نہیں ہیں مسلمان

© rasailojaraid.com